روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

جمعرات 25 اپریل 2013ء 14 جمادی الثانی 1434 ہجری 25 شہادت 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 94

تعوذ کی حکمت

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔اے طالب معرفت! جان لے کہ جب کوئی شخص سورۃ فاتحہ اورقرآن کریم کی تلاوت کرنے لگے تو اس پر لازم ہے کہ وہ **اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم** پڑھے جیسا کہ قرآن کریم میں حکم ہے کیونکہ کبھی شیطان خدا تعالیٰ کی رکھ میں چوروں کی طرح داخل ہوجاتا ہے اوراس حرم کے اندر آجاتا ہے جومعصومین کی محافظ ہے۔پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ سورۃ فاتحہ اورقرآن مجید کی تلاوت کے وقت اپنے بندوں کوشیطان کے حملہ سے بچائے، اسے اپنے حربہ سے پسپا کرے،اس کے سرپرتبر رکھے اور غافلوں کوغفلت سے نجات دے۔پس اس نے شیطان کودھتکارنے کے لئے جوقیامت تک راندہ درگاہ ہے اپنے ہاں سے بندوں کوایک بات سکھائی۔

(اعجاز المسیح۔روحانی خزائن جلد18 صفحہ 81)

اخلاق عالیہ صحابہ کرامؓ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نجاشی کے دربار میں حضرت جعفرؓ نے جب سورۃ مریم کی تلاوت کی تو اس پر رقت طاری ہوگئی اوراس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔پھر کہا ”خدا کی قسم! یہ کلام اورانجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں“۔

اس قسم کے اوربعض واقعات ابن اسحاق نے ”سیرت“ میں نقل کئے ہیں۔حضرت جبیر بن مطعم اسیران بدر کوچھڑانے آئے تھے۔انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سورۃ طور کی ایک دوآیتیں سن لیں تو فوراً حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ کے کانوں میں اتفاقیہ قرآن مجید کی چند آیتیں پہنچ گئیں تو مسلمان ہوگئے۔طائف کے سفر میں حضرت خالد العدوانیؓ نے آنحضرتؐ کوسورہ طارق پڑھتے سنا تو گو وہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے مگر پوری سورہ ان کے دل میں گھر کرگئی۔یعنی یاد ہوگئی۔

حبش سے بیس آدمیوں کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی۔رسول اللہؐ نے ان کوقرآن مجید پڑھ کرسنایا۔ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت ابوسلمہؓ، حضرت ارقم بن ارقمؓ یہ تینوں اصحاب اسی کی کشش مقناطیسی سے کھنچ کرحلقہ اسلام میں آئے۔ (سیرت النبی شبلی جلد سوم ص 291,290)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے سورۃ اخلاص سے محبت کے ایک واقعہ کاذکرکرتے ہوئے فرمایا:۔

”بخاری شریف میں ایک حدیث آئی ہے۔حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری مسجد قبا میں امامت نماز کی کرتا تھا۔نماز پڑھانے کے وقت جب کوئی حصہ قرآن شریف کا پڑھتا تو اس کوسورۃ اخلاص کے ساتھ یعنی پہلے سورۃ اخلاص پڑھتا اور بعد اس کے کوئی اور سورۃ یا کوئی حصہ قرآن شریف کا پڑھتا اور ہررکعت میں وہ ایسا ہی کرتا۔دوسرے اصحاب اس معاملہ میں اس پراعتراض کرتے اورکہتے کہ کیا تو دوسری سورتوں کوکافی نہیں سمجھتا کہ اس سورۃ کوبہرحال ساتھ ملا ہی دیتا ہے اوربسا اوقات اسے کہتے کہ تو اس سورۃ کا بار بار ہررکعت میں پڑھنا چھوڑ دے۔وہ ہمیشہ یہی جواب دیتا کہ تمہارا اختیار ہے کہ مجھے امام بناؤ یا نہ بناؤ۔میں تمہاری امامت چھوڑ دیتا ہوں لیکن اس سورۃ شریف کا پڑھنا ترک نہیں کرسکتا۔لوگ اس کودوسرے سے افضل جانتے تھے اوربہرحال اس کوہی امام بنانا پسند کرتے تھے۔اس واسطے یہ جھگڑا اسی طرح سے رہا۔یہاں تک کہ ایک موقع پرآنحضرت ﷺ نے اس کوبلایا اورفرمایا کہ اے فلانے تجھے کون سی بات اس سے مانع ہے کہ تو اپنے ساتھیوں کا کہنا مانے اور ہررکعت نماز کے اندر تو نے سورہ اخلاص کا پڑھنا کس واسطے اختیار کیا ہے۔اس نے عرض کی۔یارسول اللہ مجھے یہ سورۃ پیاری لگتی ہے۔تب آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کا پیار کرنا تجھے جنت میں داخل کردے گا۔فقط اس کی وجہ یہی ہے کہ اس سورۃ شریف سے محبت کرنا خدا تعالیٰ کی توحید سے محبت کرنا ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد چہارم ص558)

خزائن مدفونہ

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

”اورخداتعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جوان درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کوپاک صاف کروں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 38)

ان کی کتب کے باقاعدہ مطالعہ کی عادت احباب خودکوبھی ڈالیں اوربچوں کوبھی سمجھائیں۔

(مرسلہ: نظارت اشاعت ربوہ)

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی زندگی میں جوآخری مالی تحریک فرمائی وہ ”مریم شادی فنڈ“ ہے۔

مورخہ 28 فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کااعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

”اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کوعزت کے ساتھ رخصت کیا جا سکے گا۔“ (الفضل 6 مئی 2003ء)

احباب جماعت کوحضور کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ضرور حصہ لینا چاہئے اوراپنی شادیوں کے مواقع پراس تحریک میں بھی ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ مستحق، بے سہارا اوریتیم بچیاں بھی عزت کے ساتھ رخصت ہوسکیں نیز ایسے افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے وہ شکرانے کے طور پراپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔جزاکم اللہ

(ناظر اعلیٰ)

مکرم انصر عباس صاحب

بینن کے واگا گاؤں میں بیت الذکر کا افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ بینن کو الاڈا ریجن کی جماعت واگا میں احمدیہ بیت الذکر کی تعمیر کی توفیق ملی۔ 15 فروری 2013ء کو محترم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے اس کا افتتاح کیا۔ واگا گاؤں الاڈا شہر سے 26 کلومیٹر اور (ze) شہر سے 5 کلومیٹر دور ہے۔

واگا گاؤں میں جماعت کا قیام

جون 2011ء میں کو جرو میدے (Kodjromede) گاؤں کا ایک بااثر شخص کریم نامی احمدی ہوا لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد مخالفین کے زیر اثر احمدیت کی مخالفت شروع کر دی اور ایک دن علاقے کے ریڈیو پر جا کر جماعت سے لاتعلق ہونے کا اعلان کر دیا۔ تو اگلے ہی دن خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق (کہ ایک شخص کے بدلے وہ ایک جماعت عطا کرے گا) ایک بادشاہ کو احمدی ہونے کی توفیق دی اور واگا جماعت کو بھی احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اسی طرح انی مھین من اراد اھانتک کے مطابق منحرف ہونے والا شخص کسی پولیس مقدمے میں مطلوب ہوا اور کئی ماہ تک اپنے گاؤں سے فرار ہونے پر مجبور ہوا۔

افتتاحی تقریب میں شامل مہمانانِ کرام

☆COTONOU جماعت کے صدر صاحب
☆Dome-seco گاؤں کا بادشاہ
☆Koindokpo گاؤں کا بادشاہ
☆Ze شہر کا بادشاہ
☆Ganhoun گاؤں کے وودو مذہب کا چیف
☆Sedje-houegoudo گاؤں کے وودو مذہب کا چیف
☆Afame گاؤں کے وودو مذہب کا چیف
☆Ze زے کیمون کے میئر کا نمائندہ
☆Waga گاؤں کا چیف
☆Soyo گاؤں کا چیف
☆Dogoudo گاؤں کا چیف
☆Allada کے میئر کا نائب اول
☆Allada کی میئری کا D.C
☆ڈائریکٹر بینک آف افریقہ الاڈا برانچ
☆Gonfandji گاؤں کے عیسائی فرقہ کے دو چیف
☆Allada ریجن کی دیگر سترہ جماعتوں کے نمائندگان

مہمانوں کے تاثرات و پیغامات

Ze کیمون کے بادشاہ کے تاثرات۔

زے کیمون کے بادشاہ نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ احمدیت کو اپنے علاقے میں خوش آمدید کہتے ہیں اور یہاں بیت الذکر کا قیام خوش آئند ہے ہم جماعت کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کراتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ احمدیہ جماعت ہمارے علاقے میں فلاحی کام جاری رکھے۔

ڈائریکٹر بینک آف افریقہ الاڈا برانچ نے کہا کہ اسے جماعت کے پروگراموں میں شامل ہونا اچھا لگتا ہے۔

زے کیمون کے میئر کے نمائندہ نے بیت الذکر کی مبارک باد دی اور بتایا کہ میئر نے آج خود پروگرام میں شامل ہونے کا وعدہ کیا تھا لیکن کسی ضروری میٹنگ کے سلسلہ میں اسے کہیں جانا پڑ گیا اس لیے خود حاضر نہ ہو سکا۔

آخر پر محترم امیر صاحب بینن نے تمام مہمانانِ کرام کا شکریہ ادا کیا اور بیت الذکر کی اہمیت اور جماعتی خدمات پر تقریر کی۔ تقریر کے بعد مکرم محترم امیر صاحب نے بیت الذکر کا افتتاح کیا اور دعا کروائی اس کے بعد تمام شرکاء کو کھانا پیش کیا گیا اور نماز جمعہ ادا کی گئی۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد محترم امیر صاحب اور مہمانانِ کرام نے بیت الذکر کے قریب تین پھلدار پودے لگائے اور بعد میں امیر صاحب نے تمام سیاسی اور سماجی شخصیات کے ساتھ ایک مجلس کی جس میں احمدیہ جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا اور مہمانوں کے سوالات کے جوابات دئے شام پانچ بجے اس باوقار محفل کا اختتام ہوا۔

مکرم نذیر احمد خادم صاحب — حاصل مطالعہ

اخبارات و رسائل کے مفید اقتباسات

اتباع بھی ضروری ہے

اشتیاق بیگ اپنے کالم ''آج کی دُنیا'' میں زیرعنوان ''حُبِ رسولؐ کے ساتھ اتباع بھی ضروری ہے'' لکھتے ہیں:

افسوس کہ آج حضور اکرمؐ کی شخصیت اور سیرت سے غیر مسلم استفادہ کر کے ان کی بنیادی تعلیمات کو اپنا رہے ہیں لیکن مسلمان ان کی بنیادی تعلیمات سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں، یورپ میں فلاحی ریاست کا تصور، عدل و انصاف اور انسانی حقوق کی فراہمی وہ چند مثالیں ہیں جو غیر مسلموں نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اپنائی ہیں۔ آج مسلمانوں کے زوال کی ایک اہم وجہ حضور اکرمؐ کی تعلیمات سے دوری، لاعلمی، عدم برداشت اور اخلاقی کردار کی کمی ہے۔ اگر آج مسلمان حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات اور ان کی سیرت طیبہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنالیں تو امت مسلمہ کو درپیش مشکلات اور مسائل سے نجات مل سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ سے محبت کے اظہار کو صرف ایک دن کے لئے مختص نہیں کیا جا سکتا بلکہ محبت کا یہ سلسلہ جاری رہنا چاہئے۔ اگر ہم نبی کریم ﷺ سے سچی محبت کے دعویدار ہیں تو ہمیں نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کو اپنے لئے مشعل راہ ان کے اسوہ کو اسوہ کامل اور اپنی زندگی کو ان کی تعلیمات کے تابع بنانا ہوگا کیونکہ نبی کریم ﷺ سے محبت کے ساتھ ان کی اتباع بھی ضروری ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور 30 جنوری 2013ء)

ظاہری شکلیں

محمد اظہار الحق اپنے کالم ''تلخ نوائی'' میں زیرعنوان ''بارہ ربیع الاوّل کے بعد'' میں تحریر کرتے ہیں:۔

میں تاجر ہوں یا سیاست دان، سرکاری ملازم ہوں یا صنعت کار، میری حیثیت پڑوسی کی ہے یا باپ کی، یا ماں کی، میں شوہر ہوں یا رشتہ دار، میں جو کچھ ہوں، میں اپنے پیارے نبی ﷺ پر جان تو قربان کر سکتا ہوں لیکن یہ ممکن نہیں کہ میں اپنی زندگی اس طرح بسر کروں جس طرح آپ ﷺ نے بسر فرمائی تھی۔ صبح سے شام تک ہر کام میں، ہر سودے میں، ہر قدم پر، آپ ﷺ کے احکام پر عمل پیرا ہونا، یہ تو جان قربان کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ آپ خود سوچئے، اگر ملاوٹ سے مجھے کروڑوں روپے کا فائدہ ہے، اگر سرکاری خزانے کے ناجائز استعمال سے میں الیکشن جیت لیتا ہوں اور اگر ''تحائف'' سے میرے لامتناہی اخراجات پورے ہو رہے ہیں تو یہ سب کچھ نہ کرنا میرے بس سے باہر ہے۔ صلہ رحمی ہی کو لیجئے، اگر میں نے ناراض رشتہ داروں کے گھر جا کر ان سے صلح کر لی تو میری عزت کا کیا بنے گا؟ بیٹی کو جائیداد میں سے حصہ دیا تو لڑکوں کو کیا، منہ دکھاؤں گا۔ یہ درست ہے کہ میرے آقا ﷺ کا حکم ہے کہ بیٹی کی شادی اس کی مرضی کے بغیر کہیں نہ کرو لیکن معاشرے میں سر اٹھا کر کس طرح چلوں گا؟ بھائی! آپ ﷺ کے احکام پر عمل کرنا اس زمانے میں مجھ جیسے گنہگار کے لئے مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ میں زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتا ہوں کہ اپنی ظاہری شکل و صورت اسلامی بنالوں۔ لباس ایسا پہن لوں کہ ہر دیکھنے والا مجھے نیکوکار اور متقی سمجھے۔ ہاتھ میں تسبیح پکڑلوں، حقوق اللہ یعنی نماز روزہ اور حج، پورے پورے ادا کروں، لیکن یہ جو میرے آقا و مولا ﷺ کے احکام حقوق العباد سے متعلق ہیں تو یہ جان جوکھوں کا کام ہے۔ یہ تو خار دار جھاڑیوں والے راستے پر کپڑے سمیٹ کر چلنے کے مترادف ہے۔ میں یہ کروں گا کہ انشاء اللہ، زندہ رہا تو اگلے بارہ ربیع الاوّل کے جلسوں اور جلوسوں میں اور بھی زیادہ سرگرمی سے حصہ لوں گا۔ آپ حضرات دعا کرتے رہئے۔

(روزنامہ دُنیا فیصل آباد 28 جنوری 2013ء)

سیاہ دن

محترمہ ڈاکٹر صغریٰ صدف صاحبہ اپنے کالم، زیرعنوان ''ایک سیاہ دن کے نام'' میں رقمطراز ہیں:۔

ضیاء الحق کا دور انسانی حقوق اور پاکستانی معاشرے و ریاست کے حوالے سے تاریک ترین دور تھا جب سرکاری طور پر لوگوں کو ایمان اور نیکی کی اسناد تقسیم کرنے کی رسم عام ہوئی۔ باقاعدہ منصوبے کے تحت فرقہ پرستی کو ہوا دی گئی ورنہ اس سے پہلے یہاں کے لوگ فرقوں پر یقین تو رکھتے تھے مگر معاشرے کی جاہلانہ اور متعصبانہ تقسیم کے قائل نہیں تھے۔ ان کے معاشرتی اور تہذیبی رویوں میں رواداری اور باہمی ہم آہنگی موجود تھی اور وہ سب انسانیت کی لڑی میں پروئے ہوئے تھے۔ یوں تو سبھی آمروں نے اپنے اقتدار کی خاطر قوم کو سماجی، ثقافتی اور لسانی حوالوں سے تقسیم اور کنفیوژ کرنے کا فریضہ اپنے ذمہ لیا۔ لیکن اس عہد میں ستم ظریفی یہ ہوئی کہ یہ کام اسلام کے مقدس نام پر کیا گیا۔ یوں ضیاء الحق نے ایک ایسی نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز کیا جس کا فکر سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ 12 فروری 2013ء)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

8

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورہ سپین

Alcante کے علاقہ کا سفر، میئر سے ملاقات، ویران گھر اور ثلج کے ظہور کا واقعہ

رپورٹ: مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

6/ اپریل 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر پینتالیس منٹ پر بیت الرحمٰن میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، رپورٹس اور مختلف ممالک سے موصول ہونے والی فیکسز ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

Alcante کا سفر

آج پروگرام کے مطابق ریجن ویلنسیا (Valencia) میں Alcante کے علاقہ میں ان پہاڑی علاقوں کا سفر تھا جو آج سے چار صدیاں قبل مسلمانوں کا مسکن ہوا کرتے تھے، عیسائی ظالم بادشاہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو ظالمانہ طریق سے شہری علاقوں سے نکال کر ان پہاڑی علاقوں میں محصور کر دیا تھا اور پھر یہاں سے انتہائی ظلم کے ساتھ ان کو قتل بھی کیا گیا اور ملک بدر بھی کیا گیا۔

1609ء کا وہ سال تھا جب ان پہاڑوں پر آباد نہتے مسلمانوں پر قیامت ٹوٹی اور ان کا وجود اس علاقہ سے بلکہ سپین سے کلیۃً ختم کر دیا گیا۔

ان پہاڑی علاقوں کے سفر کے لئے صبح ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے روانہ ہوئے۔ سفر کا پہلا حصہ موٹروے کے ذریعہ تھا۔ اس کے بعد ان پہاڑی علاقوں کا سفر تھا۔ جہاں راستہ کٹھن اور مشکل تھا اور چھوٹی تنگ سڑک بل کھاتی ہوئی ان پہاڑوں تک لے جاتی ہے اور پھر ایک وادی سے دوسری وادی میں داخل ہوتی چلی جاتی ہے۔

اس سفر میں سپین سے تاریخ کے ایک پروفیسر Mr. Girones بھی ساتھ تھے۔ جونہی راستہ پہاڑی علاقوں میں داخل ہوا اور جگہ جگہ آبادیاں آنے لگیں تو پروفیسر صاحب نے ساتھ ساتھ یہاں کی تاریخ اور دردناک حالات بتانے شروع کئے۔

مسلمانوں پر مظالم

پروفیسر صاحب نے بتایا کہ یہ مسلمان لوگ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں ان علاقوں میں رہے۔ ان پہاڑی علاقوں میں ان پناہ گزینوں نے Terracr System کی طرز پر کاشتکاری کی۔ اس نظام کے تحت پہاڑی ڈھلوان پر جگہ جگہ حد بندیاں کر کے منزل بمنزل، سیڑھیوں کی طرح کھیت بنائے جاتے ہیں۔ یہ سارا علاقہ اسی طرح کے کھیتوں سے بھرا ہوا ہے جو سب کے سب مسلمانوں نے اپنے دور میں تیار کئے تھے۔ بعض جگہ تو پہاڑی کے نچلے حصہ سے لے کر پہاڑی کی چوٹی تک بیس سے پچیس منازل پر مشتمل یہ کھیت ہیں۔

پروفیسر صاحب نے بتایا کہ شہر 1609ء میں اس علاقہ سے لاکھوں مسلمانوں کو نکال دیا گیا اور یہ عام اعلان کیا گیا کہ مسلمانوں کے گھروں اور ان کی تمام جائیدادوں کے مالک عیسائی ہوں گے۔ وہ جو چیز چاہیں لے لیں، اس پر قبضہ کریں اگر کسی مسلمان نے اپنا گھر یا کوئی املاک جلانے کی کوشش کی تو اسے سزائے موت دی جائے گی۔

مسلمانوں کو بندرگاہ پر لے جایا گیا اور سب سے پہلے جن مسلمانوں کو ملک بدر کیا گیا انہیں جنوبی افریقہ بھیجا گیا۔ ان مظلوم مسلمانوں کو بحری قزاقوں نے بھی لوٹا اور جہاں جہاں پہنچے وہاں کی قوموں نے بھی لوٹا اور ان پر ظلم کئے۔

اس ملک بدری کے دوران، ساحل سمندر تک جاتے جاتے بہت سے مسلمانوں، مرد و خواتین نے راستے کی دشواریوں، کٹھن پہاڑی سفروں اور خوراک کی کمی کے باعث راستہ میں ہی دم توڑ دیا۔ بعضوں نے ساحل سمندر پر پڑے پڑے اپنی جان گنوا دی، پہاڑی سفروں کی وجہ سے زخموں سے چور اور پھر بیماریوں نے آن گھیرا۔

پروفیسر صاحب نے بتایا کہ بعض تاریخ دانوں نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ بحری جہازوں میں بٹھا کر چند میل سمندر کے اندر جا کر مسلمانوں کو سمندر کے اندر پھینک دیا جاتا۔ کیونکہ عیسائی فوج کے پاس بہت کم جہاز تھے جن کی مدد سے وہ مسلمانوں کو کسی دوسرے ملک پہنچاتے۔

پروفیسر صاحب نے بتایا کہ انتہائی ظالمانہ طریق سے عیسائی فوجیوں نے مسلمانوں کے بچوں کو ان سے چھین لیا اور اغوا کر لیا اور اپنے گھروں میں غلام بنا کر رکھا اور ان کے والدین کو یا تو قتل کر دیا گیا یا سمندر میں پھینک دیا گیا یا پھر ملک بدر کر دیا گیا اور مسلمان خواتین کو یہ بھی ظلم سہنا پڑا کہ جب عیسائی فوج ان کے گھروں پر حملہ آور ہوئی تو مسلمان خواتین اپنی عزتیں بچانے کی خاطر اور اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ پہاڑیوں سے کود گئیں اور سنگلاخ پتھروں سے ٹکرا کر ان کے جسم بکھر گئے۔

یہ سارا علاقہ اور پہاڑوں پر جگہ جگہ آبادیاں مسلمانوں کی یاد دلاتی ہیں اور ان پر ہونے والے مظالم کے تصور سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

القلعہ نامی قصبہ

آج کی سفر کی منزل ایک قصبہ Valle De Alcala تھا۔ یعنی اس قصبہ کا نام ہی القلعہ ہے۔ یہ بھی سارا گاؤں مسلمانوں کا تھا۔ اس گاؤں سے دو تین کلومیٹر کے فاصلے پر مسلمانوں کے گھروں کے آثار اور باقیات ہیں جو چار صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ابھی تک محفوظ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قریباً دو گھنٹے دس منٹ کے سفر کے بعد ایک بجکر چالیس منٹ پر اس گاؤں پہنچے۔ علاقہ کے میئر اپنے ٹاؤن ہال، دفتر سے باہر کھڑے حضور انور کے منتظر تھے۔

میئر سے ملاقات

میئر Juan Jose Sendra صاحب نے حضور انور کو یہاں آنے پر خوش آمدید کہا اور پُرتپاک استقبال کیا اور حضور انور سے درخواست کی حضور انور اندر تشریف لائیں اور ان کی Book of Honor میں اپنے ریمارکس لکھیں اور دستخط کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میئر صاحب کی درخواست پر ان کے دفتر میں تشریف لے گئے اور فرمایا ابھی میں نے آپ کا یہ ٹاؤن تو دیکھا نہیں ہے لیکن سفر کے دوران یہ سارا علاقہ دیکھ لیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے میئر کی خاص درخواست پر کہ اردو زبان میں لکھا جائے، اردو زبان میں درج ذیل تحریر لکھی۔

مجھے خوشی بھی ہے اور جذباتی کیفیت بھی ہے کہ میں آج اس علاقے میں آیا ہوں جہاں مسلمانوں کو مجبور کر کے رکھا گیا اور پھر یہاں سے انہیں زبردستی نکالا گیا۔ ان کے بچوں کو چھین لیا گیا۔ جن کی پرورش پھر عیسائی گھرانوں میں ہوئی۔ آج ایک (مومن) کی حیثیت سے اس علاقے میں آکر یہاں کے اس وقت کے لوگوں اور خاص طور پر میئر صاحب کے خوشدلانہ استقبال سے یہ امید ہے کہ انشاء اللہ اب یہاں (مومنوں) کو ہمیشہ خوشدلی سے خوش آمدید کہا جائے گا۔ میں میئر صاحب کا خاص طور پر شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔

مرزا مسرور احمد
امام جماعت احمدیہ عالمگیر
خلیفۃ المسیح الخامس
6/4/13

بعد ازاں ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب نے حضور انور کی تحریر کا سپینش ترجمہ میئر صاحب کو بتایا اور کہا کہ سپینش ترجمہ آپ کو لکھ کر بھی بھجوا دیں گے۔

میئر نے کہا کہ بہت صدیاں گزری ہیں یہ سارا علاقہ مسلمانوں کا تھا۔ یہ سارے قصبات، آبادیاں مسلمانوں کی تھیں۔ آج حضور اس علاقہ میں آئے ہیں جو مسلمانوں کا علاقہ رہا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ میئر صاحب بھی مسلمانوں کی ہی اولاد ہوں۔ میئر صاحب نے جس طرح میرا استقبال کیا ہے اور بہت محبت سے پیش آئے ہیں وہ لگتا ہے کہ ان کے اندر بھی مسلمانوں کا خون ہے۔

حضور انور نے فرمایا قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے مسلم کے لفظ کا استعمال کیا ہے۔ مسلمان کے لفظ کا استعمال صرف اسلام کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے۔ مسلمان کا لفظی مطلب یہ ہے کہ امن قائم کرنے والا، امن دینے والا، دوسروں کے لئے امن و سلامتی کا موجب۔

حضور انور نے فرمایا حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے ہر وہ شخص جو امن پسند ہے محفوظ رہتا ہے۔ میرے نزدیک جو امن پسند لوگ ہیں وہ بھی ان معنوں کی رو سے مسلمان ہیں اور اگر کوئی مسلمان کہلاتا ہے لیکن امن قائم نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے۔

میئر نے کہا کہ حضور کا امن کا پیغام اور پھر امن کے قیام کے لئے کوششیں بہت اہم ہیں۔

میئر کے ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا آج کا یہ سفر دور کے علاقہ کا تھا اور چکروں والا تھا۔ لیکن یہاں آکر مسلمانوں کے علاقہ میں آکر اور یہاں میئر سے مل کر جو تھوڑی بہت تھکاوٹ تھی وہ دور ہوگئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا سپین میں، میں پہلے بھی

آچکا ہوں، اب میرا یہ تیسرا سفر ہے، مجھے پتہ ہوتا کہ یہاں یہ مسلمانوں کا علاقہ ہے اور ان کے آثار یہاں باقی ہیں اور ایسے خوبصورت، ملنسار انسان یہاں رہتے ہیں تو میں پہلے ہی یہاں آجاتا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور میئر عمارت سے باہر تشریف لے آئے۔ میئر نے بتایا کہ ان کی کونسل کی اس عمارت کے ساتھ والی جو عمارت ہے وہ مسلمانوں کی مسجد تھی جسے اب چرچ میں تبدیل کیا جاچکا ہے۔

اس مسجد کے باہر اس وقت کے ایک مسلمان بادشاہ، اس علاقہ کے حاکم Azraq کا نام بھی لکھا ہوا ہے اور قریب ہی اس کے سر کا مجسمہ بھی بنایا ہوا ہے۔

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کا انتظام اسی قصبہ القلعہ کے ایک ریسٹورنٹ Casa rural میں کیا گیا تھا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد اس ریسٹورنٹ کے ایک ہال میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔

یہ ریسٹورنٹ اس مسجد کے سامنے تھا جو اب چرچ بن چکی ہے۔ حضور انور نے پروفیسر Girones صاحب سے دریافت فرمایا کہ یہ ریسٹورنٹ جو ایک بڑی کھلی اور کشادہ عمارت ہے۔ یہاں مسلمانوں کے کسی حاکم یا بادشاہ کا گھر معلوم ہوتی ہے اس پر پروفیسر نے بتایا کہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ کیونکہ مسلمان بادشاہ اور حاکم اس جگہ قیام کرتے تھے جہاں پانی قریب ہو تو یہاں اس عمارت کے پاس ہی پہاڑی کے چشمہ سے آنے والا پانی بہہ رہا ہے۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ باہر تشریف لائے اور مسجد اور اردگرد کے مکانات وغیرہ کی تصاویر اپنے کیمرہ سے بنائیں۔

مسلمانوں کے ویران گھر

اس کے بعد پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے دو اڑھائی کلومیٹر دور جگہ Despoblats De Adzuvieta تشریف لے گئے جہاں مسلمانوں کی باقیات ہیں اور ان کے ویران گھر موجود ہیں۔

ایک جگہ پر اکٹھے یہ سترہ گھر ہیں جہاں 17 فیملیز مقیم تھیں۔ یہ وہ گھر ہیں جن کو مسلمانوں نے 1600ء میں تعمیر کیا تھا اور چار صدیاں گزر جانے کے بعد اب بھی موجود ہیں۔ ان گھروں کی چھتیں اور دروازے نہیں ہیں یہ عیسائیوں نے اکھیڑ کر استعمال کر لئے تھے۔ بعض گھروں کی دیواریں چھتوں تک موجود ہیں اور بعض کا کچھ حصہ گرا ہوا ہے۔ یہ وہی گھر ہیں جن سے مسلمان 1609ء میں نکالے گئے تھے اور انہی گھروں میں ان کے بچوں کو عیسائیوں نے اپنے قبضہ میں کرلیا تھا اور اپنا غلام بنالیا تھا۔

ان گھروں کے چپہ چپہ پر، درودیوار پر، المناک، دل کو ہلا دینے والی داستانیں رقم ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان اجڑے ہوئے گھروں میں تشریف لے گئے۔ کبھی ایک گھر میں قدم رکھتے تو کبھی دوسرے گھر میں۔ ایک دروازہ سے داخل ہوتے تو دوسرے دروازہ سے باہر نکلتے۔ گری ہوئی دیواروں پر قدم رکھتے ہوئے مختلف گھر دیکھے۔ غریب مسلمانوں کے یہ گھر ایسے تھے کہ یہاں بعد میں ان کو ٹھیک کرکے کسی نے رہنا گوارا نہیں کیا اور یہ اجڑی ہوئی ویران بستی آج بھی اپنے مکینوں کی یاد میں آنسو بہاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے کیمرہ سے ان گھروں کی تصاویر بنائیں اور محمد احمد ناصر صاحب (انچارج سیکیورٹی) کو فرمایا کہ اس گھر کی اونچی دیوار ہے اس پر کھڑے ہوکر (نداء) دیں۔ پھر حضور انور نے MTA ٹیم کے عرب ممبر منیر عودہ صاحب سے فرمایا کہ یہاں ان گھروں سے عربوں کو نکالا گیا تھا۔ آپ عرب ہیں، آپ بھی ایک گھر کی دیوار پر کھڑے ہوکر (نداء) دیں۔ یوں خداتعالیٰ کی خاص تقدیر کے تحت چار صدیاں گزرنے کے بعد ایک بار پھر اس بستی میں اللہ اور اس کے رسول کا نام بلند ہوا اور (نداء) کی آواز اس وادی میں گونجی۔

ثلج کا ظہور

(نداء) کے دوران ایک عجیب واقعہ رونما ہوا کہ اس جگہ بادل کے ایک ٹکڑے سے تیس سیکنڈ سے بھی کم وقت میں اولے گرے۔

یہ منظر دیکھتے ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اقدس مسیح موعود کا یہ الہامی مصرعہ پڑھا۔ ع

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن

حضور انور کی اس بستی میں آمد سے اور یہاں مبارک قدم پڑنے کی وجہ سے روحانی بہار بھی آئی ہوئی تھی اور پھر ظاہری طور پر بھی یہ بہار کا موسم تھا جو یقیناً آئندہ کی عظیم الشان کامیابیوں اور فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ انشاءاللہ

یہ الہام 5 مئی 1906ء کا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں یہ الہام درج فرماتے ہوئے اس کے مختلف معانی بیان فرمائے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ ثلج کا لفظ عربی ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے ...... دوسرے معنی اس کے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہے۔ یعنی انسان کو کسی امر میں ایسے دلائل اور شواہد میسر آجائیں جن سے اس کا دل مطمئن ہو جائے ...... اور یہ لفظ کبھی خوبر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی امر میں پوری تسلی اور سکینت پالیتا ہے تو اس کے لوازم میں سے ہے کہ خوشی اور راحت ضرور ہوتی ہے۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 ص 471)

پروفیسر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ یہاں مسلمان آباد تھے اور ان کا ہی یہ علاقہ ہے۔ اب آپ لوگ جو (مومن) ہیں۔ یہاں آگئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ (مومن) یہاں واپس آئیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارا پہلا قدم آگیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اس پہلے مبارک قدم کے جلو میں مسیح موعود کے پروانوں کے ہزاروں قدم یہاں پڑیں گے جو اس بستی کو بھی اور اس سارے علاقہ کو بھی دین حق کے نور سے بھر دیں گے اور ایک دفعہ پھر یہاں کے چپہ چپہ سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوں گی اور دن رات آنحضرت ﷺ پر درود بھیجا جائے گا اور ہر سُو دین حق کا بول بالا ہوگا۔

پانچ بجکر بیس منٹ پر یہاں سے واپس جانے کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد سوا سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اپنی قیامگاہ پر تشریف آوری ہوئی۔

نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الرحمٰن تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی اجازت سے مکرم عبدالصبور نعمان صاحبہ مربی انچارج نے ایک نکاح کا اعلان کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس دوران تشریف فرما رہے۔

یہ نکاح عزیزہ Fatouma Kinteh صاحبہ بنت مکرم Musa Kinteh صاحب کا عزیزم Lamin Makalo ابن مکرم Bakary Makalo صاحب کے ساتھ طے پایا تھا۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

بقیہ صفحہ 6 مکرم میاں محمد یحییٰ صاحب

حضرت صاحب خطبہ دے رہے ہیں میں اپنی ٹانگیں حضور کی طرف نہیں کرسکتا۔ بعد میں ہم نے ٹی وی کا رخ دوسری طرف تبدیل کردیا تاکہ ان کو تکلیف نہ ہو اور ایم ٹی اے آسانی سے دیکھ سکیں۔

آپ کو بیماری کے دوران جماعتی کام نہ کرنے کا دکھ رہتا تھا وہ زندگی میں اس کی وجہ سے خلاء محسوس کرنے لگے تھے۔ میں نے ایک دن ان سے پوچھا کہ آپ کو شعبہ مال کے رجسٹر ادھر ہی لادوں تو کہنے لگے "ہاں" کام کافی اکٹھا ہوگیا ہے اس کو نمٹالوں گا۔ قلم بھی پکڑ نہ سکتے تھے اور کام کرنے کے قابل نہ تھے مگر دل کے اندر جماعتی کام نہ کرنے کا غم ان کو کھائے جارہا تھا آخری ایام میں ربوہ سے مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید جو کہ خاکسار کے سمدھی بھی ہیں عیادت کے لئے تشریف لائے وہ کافی دیر تک بیٹھے رہے اور آپ کی تحریک جدید کے لئے خدمات کا برملا اظہار کیا۔ رات کے وقت جب میں نے پوچھا کہ کون آیا تھا۔ کہنے لگے میرے افسر چوہدری حمیداللہ صاحب تشریف لائے تھے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ بھی تو افسر ہیں کہنے لگے نہیں میں اس وقت جماعتی کام نہیں کررہا اس لئے میں افسر نہیں چوہدری صاحب جماعتی کام کررہے ہیں اس لئے وہ افسر ہیں اور ساتھ ہی زار و قطار رونا شروع کردیا اور ہچکی بندھ گئی۔

29 ستمبر 2002ء بمطابق 23 رمضان المبارک صبح سحری کے وقت آپ 82 سال کی عمر میں اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی بھرپور انداز میں خدمت دین کرتے ہوئے صرف کی۔ یہ کبھی محسوس نہ کیا کہ اس سے ان کے کاروبار گھریلو معاملات یا اولاد کی دیکھ بھال میں کوئی فرق پڑے گا اور ہم سب نے دیکھا کہ کوئی فرق نہ پڑا۔ وہ خدا کے کاموں میں مصروف رہے اور خداتعالیٰ نے ان کے دنیاوی کام احسن طریق پر سرانجام دیئے کسی قسم کی کوئی کمی نہ آنے دی۔

آپ کا جنازہ دارالذکر لے جایا گیا۔ مکرم و محترم چوہدری حمید نصراللہ خان صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ لاہور نے جمعہ کے بعد نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ نے خطبہ ثانیہ کے دوران والد صاحب کی جماعتی خدمات کا احسن رنگ میں بھرپور تذکرہ کیا۔ آپ نے کہا کہ یہاں کا کمزوری اور بڑھاپے کے باوجود روزانہ سائیکل پر نیلا گنبد سے دارالذکر آتے تھے اور آنے کے بعد کام میں مصروف ہوجاتے اور مغرب تک کام ختم کرکے گھر واپس جاتے۔ نیلا گنبد سے دارالذکر کا فاصلہ 8 کلومیٹر ہوگا اور اسی طرح دارالذکر سے گھر بھی تین کلومیٹر ہوگا یعنی ہر روز 11 کلومیٹر سے زائد بڑھاپے میں سائیکل چلاتے۔ امیر صاحب فرمانے لگے کہ ایک دن انہوں نے تہیہ کیا کہ میاں صاحب کو اب آئندہ سے سائیکل پر آنے سے روکیں گے اور کہیں گے کہ یہ امیر صاحب کا حکم ہے کہ آپ سائیکل پر نہ آئیں بلکہ جماعتی گاڑی پر آیا جایا کریں۔ امیر صاحب فرماتے ہیں میاں صاحب کی بزرگی آڑے آگئی اور وہ ان کو حکم نہ دے سکے۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر ان پر پڑے ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام ملے۔

مکرم ڈاکٹر محمود احمد ناگی صاحب

میرے والد مکرم میاں محمد یحییٰ صاحب کی یاد میں

میرے والد 28 دسمبر 1920ء 57 فلیمنگ روڈ لاہور نزد لاہور ہوٹل پرانی میوہ منڈی ٹھنڈی کھوئی حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحب اور محترمہ رحمت بی بی صاحبہ رفقاء حضرت مسیح موعود کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے بھائی مکرم میاں محمد حسین صاحب اور مکرم میاں عبدالمجید صاحب بھی حضرت مسیح موعود کے رفیق تھے۔

آپ نے مسلم ہائی سکول نمبر 1 رام گلی لاہور سے ساتویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ ابا جان کے والد کاروبار کرتے تھے اور سائیکلوں والے مشہور تھے۔ تقریباً 1933ء میں کاروبار میں مندی کی وجہ سے ان کو آگے پڑھنے کا موقع نہ ملا جس کا انہیں افسوس تھا اور وہ اپنے والد کے ساتھ کام میں شامل ہو گئے۔ کاروباری حالات بہتر نہ ہوئے تو آپ نے اپنے بھائی میاں مبارک احمد صاحب کے ساتھ موسیٰ اینڈ سنز والی دکان پر ویلڈنگ کا کام شروع کر دیا۔ یہ وہی دکان ہے جس کے باہر حضرت مسیح موعود تشریف لائے تھے۔ میرے دادا جان حضرت حاجی موسیٰ صاحب کی خواہش تھی کہ حضرت صاحب برکت کے لئے دکان کے اندر تشریف لائیں۔ آپ کے اصرار کے باوجود آپ دکان کے اندر نہ گئے اور فرمایا کہ نبی دکانوں کے اندر نہیں جاتے۔ دادا جان نے آپ کے لئے دکان کے باہر ایک درخت کے نیچے کرسی بچھا دی جس پر حضرت صاحب براجمان ہوئے۔ دادا جان نے نذرانہ کے طور پر آپ کی خدمت اقدس میں چاندی کا روپیہ پیش کیا جو آپ نے قبول فرمایا۔ اسی درخت کے نیچے غلام رسول نامی ایک شخص عرصہ تک چنے بیچتا رہا۔ وہ غیر احمدی تھا مگر وہ سمجھتا تھا کہ اس کے کاروبار میں برکت مرزا صاحب کے درخت کے نیچے بیٹھنے کی وجہ سے ہے۔ اب وہاں نہ تو درخت ہے اور نہ غلام رسول۔ وہ جب تک زندہ رہا جماعت کا معتقد رہا اور کبھی جماعت کی مخالفت نہ کی والد صاحب جب بھی اس سے کھانا خریدتے وہ ان کو دوسروں کے مقابلہ میں سستا کھانا دیتا۔

والد صاحب کی شادی مکرمہ فردوس بیگم صاحبہ (میری والدہ) کے ساتھ 1936ء میں لاہور میں ہوئی۔ میری والدہ میاں جان محمد صاحب آف پھڈیار رفیق حضرت مسیح موعود کی بیٹی تھیں۔ وہ نہایت صابر و شاکر اور دین دار واقع ہوئی تھیں۔ والد صاحب جماعتی کاموں کے سلسلہ میں اکثر چھٹی کے دن بھی گھر سے باہر رہتے اور کام سے واپسی پر جب گھر آتے تو اس وقت بھی جماعتی کاموں میں مصروف ہو جاتے۔ تقریباً 1938ء میں اپنے والد کے ارشاد پر آپ راج باڑی (بنگلہ دیش) چلے گئے اور تقریباً 2 سال ایک جرمن کمپنی کے ساتھ کام کیا جس وجہ سے حالات بہتر ہوئے اور آپ 2 سال بعد واپس لاہور آئے۔ آپ نے خاکسار کو بتایا تھا کہ جب سے وہ رکن خدام الاحمدیہ بنے اس وقت سے آج تک کسی نہ کسی عہدہ پر جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ بہت محنتی تھے اور جانفشانی کے ساتھ سلسلہ کے کاموں میں جتے رہتے تھے۔ کام کے دوران کبھی تھکاوٹ کا اظہار نہ کیا۔ آپ اپنے بچوں کو جماعتی پروگراموں میں اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے۔

آپ کو کتب بینی کا بہت شوق تھا۔ حضرت مسیح موعود کی تمام کتابوں کے پہلے ایڈیشن ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع کر رکھے تھے۔ ان کتابوں کی پائیداری کے لئے چمڑے کی جلدیں کروائی ہوئی تھیں۔ ہر کتاب پر کتاب کا نام اور حضرت مسیح موعود کا نام سنہری حروف کے ساتھ (Engrave) کندہ کروایا ہوا تھا۔ آپ جماعتی کتب میں سے اقتباسات اور حوالہ جات لے کر مجھے مضمون لکھ کر دیتے اور میں انہیں جماعتی جلسوں میں پڑھتا۔ آپ لطیف مزاح بھی کرتے اس میں کسی قسم کی دروغ گوئی نہ ہوتی۔ آپ کو شوکت تھانوی کے مزاحیہ مجموعے بہت پسند تھے۔ جب بھی تھانوی صاحب کی نئی کتاب چھپتی تو آپ اس کو خریدتے۔ اسی طرح شفیق الرحمٰن کے مزاحیہ مضامین اور کتب کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔

1953ء میں جماعت کے خلاف فسادات ہوئے اور اس کا زیادہ زور لاہور میں ہی تھا جب بلوائیوں نے ہمارے گھر اور دکانیں نذر آتش کیں اس وقت ہم نے C-108 ماڈل ٹاؤن میں پناہ لی۔ بہت بے سرو سامانی کے دن تھے جو ہم سب نے نہایت خندہ پیشانی سے گزارے اور میں نے کسی کو روتے نہ دیکھا۔ ایک مقصد کی خاطر یہ قربانیاں کی گئیں جس کا بعد میں خدا تعالیٰ نے اجر دیا اور حالات نارمل ہو گئے۔ یہ واقعہ 6 مارچ 1953ء کو ہوا۔ آپ کو گھریلو اشیاء کے ضائع ہونے کا قطعاً دکھ نہ تھا۔ دکھ تھا تو حضرت مسیح موعود کی کتب اور سلسلہ کی کتب کے ضائع ہونے کا تھا جو آپ کی لائبریری کی زینت تھیں۔ کتابیں دوبارہ خریدیں مگر پہلے ایڈیشنز کے ضائع ہونے کا قلق ہمیشہ رہا۔ والد صاحب اپنی والدہ کی ہر بات من وعن مانتے تھے اور اس میں کبھی کوتاہی نہ کی۔ وہ کہتے تھے کہ زندگی میں ایک دفعہ میں نے ان کی بات نہ مانی والدہ نے آبائی مکان کو آپ کے نام کرانے کی خواہش ظاہر کی اور بہت دن اس پر اصرار کرتی رہیں۔ مگر والد صاحب کہتے تھے کہ یہ مکان سب بہن بھائیوں کا ہے اس کو میں اپنے نام لگوا کر ان کا حق نہیں مار سکتا۔ بات یہاں تک پہنچی کہ والدہ نے ان کے نہایت قریبی دوست مکرم سید محمد سعید سلیم صاحب آف دارالتجلید اردو بازار لاہور سے وکیل کو کاغذ تیار کروانے کے لئے کہہ دیا۔ ابا جان نے ان کو سختی سے منع کر دیا اور اس طرح والد صاحب نے یہ مکان اپنی والدہ سے نہ لیا اور بعد میں ان کی وفات پر اس کی قیمت لگوا کر تمام بہن بھائیوں میں شریعت کے مطابق تقسیم کر دیا۔

مارچ 1953ء میں املاک جلائی گئیں یا لوٹی گئیں اس وقت کا ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں۔ ہمارے ہمسایوں نے گھر کا بہت سا سامان آگ لگنے سے پہلے ہی گھر میں داخل ہو کر لوٹ لیا تھا اور جب بلوائیوں کا جلوس گھر کو آگ لگائے بغیر آگے چلا گیا تو وہ ہمسائے جلوس کو واپس لائے اور پھر باقی اشیاء لوٹیں اور آگیں لگائیں۔ میرے ایک دوست صلاح الدین صاحب جو گھر کے سامنے رہتے تھے انہوں نے بعد میں بتایا کہ قرآن مجید اور کتب کے اوراق جگہ جگہ بکھرے پڑے تھے۔ فوج نے جب حالات پر قابو پایا تو ہمارے ایک ہمسایہ فیروز نامی کو فوج پکڑ کر لے گئی اور جیل میں ڈال دیا۔ والد صاحب کو اس بات کا جب علم ہوا تو آپ جیل میں ان کے لئے کھانا لے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ **انہوں نے ہمسائیگی کا حق ادا نہیں کیا میرا فرض بنتا ہے کہ ان کی مشکل میں مدد کروں۔** بعد میں وہ شخص بھاگ کر ایران چلا گیا اور دوسری شادی کر لی۔ اس کی ایک ہی بیٹی تھی جو کسی کے ساتھ بھاگ گئی اور دو لڑکے آوارہ ہو گئے اس غم میں ان کی ماں فوت ہو گئی۔ ہماری دکان واقع نیلا گنبد بھی لوٹ لی گئی تھی۔ سامان جلا دیا گیا تھا لوہے کا سامان تو جلتا نہیں صرف رنگ اتر جاتا ہے بعد میں ابا جان نے اس سامان کو اکٹھا کر کے رنگ کیا اور سامان بیچنا شروع کر دیا۔ دکانداری شروع ہو گئی خدا تعالیٰ نے برکت دی اور منافع آنے لگا اور اس طرح گھر دوبارہ آباد ہو گیا۔ ہم نے ہمسایوں کو اپنی آنکھوں سے برباد ہوتے دیکھا خدا تعالیٰ دنیا میں بھی انتقام لے لیتا ہے۔

والد صاحب نے گھر میں ہدایت دے رکھی تھی کہ صبح کا ناشتہ اور رات کا کھانا سب گھر والے ایک ساتھ مل کر کھائیں۔ بچپن میں تو دسترخوان زمین پر بچھا کر سب اس کے اردگرد بیٹھتے تھے کھانے کے دوران والد صاحب کوئی نہ کوئی بات سناتے تاکہ جماعت کے ساتھ سب وابستہ رہیں۔ ایک دن ناشتہ کے وقت مجھے یاد ہے فرمانے لگے ''محمود آج کل تمہاری قرآن پڑھنے کی آواز نہیں آرہی''۔ ان کا اتنا کہنا ہی کافی ہوتا تھا اور گھر میں قرآن پڑھنے کی آوازیں آنے لگتیں۔ بچوں کو قرآن پڑھنے پر انعام دیتے مجھے قرآن ناظرہ پڑھنے پر اتنا انعام ملا جس سے اس وقت تقریباً ڈیڑھ تولہ سونا آسکتا تھا اسی طرح نماز باترجمہ سننے اور دس روپے انعام دیتے۔

حلقہ نیلا گنبد لاہور کے سیکرٹری مال اور صدر بھی رہے۔ اس کا ایک واقعہ جو میرے ساتھ پیش آیا قلمبند کرتا ہوں۔ ابا جان دن میں تین چار پان کھاتے تھے۔ پان صرف ایک احمدی دکاندار مکرم لطیف احمد صاحب سے خریدتے ان کی دکان پاک ٹی ہاؤس بنک سکوائر مال روڈ لاہور پر تھی۔ اتوار کے دن چھٹی ہوتی تھی۔ ابا جان نے مجھے گھر سے پان لینے کے لئے لطیف صاحب کے پاس بھجوایا۔ لطیف صاحب مزاج کے سخت تھے میں ان کو بار بار کہتا کہ مجھے جلدی سے پان دے دیں اور وہ اس بات پر برا مناتے اور پان نہ دیتے۔ یوں تقریباً دو گھنٹے سے زائد گزر گئے میں وہاں کھڑا رہا جب دیر ہوئی تو ابا جان پیچھے آئے میں نے شکایت کی تو لطیف صاحب کہنے لگے کہ لڑکا بار بار مجھے کہتا تھا میں ضد میں آگیا اور پان نہیں دیئے۔ خیر جب ہم پان لے کر واپس گھر آئے تو میں نے ابا جان کو کہا کہ آپ لطیف صاحب سے کیوں پان لیتے ہیں۔ میں آپ کو کہیں اور سے پان لا کر دے دیا کروں گا اس پر وہ کہنے لگے کہ لطیف صاحب چندوں میں کمزور ہیں میں ان سے پان خریدتا ہوں اور مہینے بعد چندہ کی رسید کاٹ کر ان کو بھجوا دیتا ہوں اس طرح میرا کام بھی بن جاتا ہے اور ان سے چندہ بھی لے لیتا ہوں۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس طرح اور بھی لوگوں کے ساتھ پیار کا سلوک کرتے تھے۔ میں نے جب اپنی پہلی تنخواہ ابا جان کو لا کر دی جو کہ مبلغ 500 روپے تھی انہوں نے اس کو 16 پر تقسیم کیا اور چندہ عام معلوم کیا۔ پھر جلسہ سالانہ تحریک جدید اور وقف جدید calculate کئے۔ اپنی میز سے صدر انجمن احمدیہ کی رسید بک نکالی اور عزیزم محمود احمد کے نام کی اتنی رقم کی رسید کاٹی۔ مبلغ 500 روپے میں سے جماعت کی رقم لے لی اور باقی میرے سپرد کر دی اور کہنے لگے باقی روپوں کا خود خیال رکھو اور ہر ماہ تنخواہ ملنے پر جماعتی چندہ ادا کرو۔ خدا تعالیٰ تمہاری آمد میں برکت ڈالے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

گھر کے تمام افراد کے چندہ جات شرح کے ساتھ ادا کرتے اور کمانے والے بیٹوں سے خود چندہ وصول کرتے اور رسید جاری کرتے۔ بچوں کی پاکٹ منی سے روزانہ کچھ حصہ کاٹ لیتے اور بعد

میں تحریک جدید اور وقف جدید میں ادا کرتے یہ اس لئے کرتے کہ بچوں کو چندہ دینے کی عادت پڑے۔1972ء میں خاکسار کی اسلام آباد ٹرانسفر ہوگئی۔ یہ غالباً1976ء کی بات ہے کہ میں کسی موقع پر لاہور آیا تو والد صاحب میرے سے سخت ناراض تھے اور کسی بات کا جواب نہ دیتے۔ والدہ سے معلوم ہوا کہ ان کو کسی شخص نے بتایا ہے کہ آپ کا بیٹا محمود راولپنڈی /اسلام آباد میں چندہ نہیں دے رہا جس کی وجہ سے وہ گھر میں بھی چپ ہوگئے ہیں اور بہت تکلیف محسوس کر رہے ہیں۔ میں نے ہمیشہ اپنا چندہ ہر ماہ ادا کیا ہے میں واپس جب اسلام آباد آیا تو پچھلے ایک سال کی صدر انجمن احمدیہ کی تمام رسیدات خط میں بند کرکے ابا جان کو لاہور روانہ کردیں ان کو کسی شخص نے میری غلط شکایت لگائی تھی ابا جان نے ان صاحب کو وہ رسیدات دکھادیں وہ بہت شرمندہ ہوئے یوں باپ بیٹے کی صلح ہوگئی اور آئندہ سے خاکسار نے چندوں کے لئے ایک فائل بنائی اور اس میں ہر ماہ اندراج کرنے لگا اب یہ فائل کمپیوٹر پر بنائی ہوئی ہے۔

میرے دادا جان نے تقسیم ہندو پاک سے پہلے لاہور سے باہر زمین کا ایک بڑا قطعہ خریدا تھا وہ زمین تقسیم سے پہلے کسی ہندو کو بیچ دی تھی مگر اس کا انتقال نہ ہوا اور وہ کاغذوں پر ابھی بھی دادا جان کے نام تھی۔ کچھ لوگ پوچھتے ہوئے ابا جان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ فلاں زمین آپ لوگوں کی ہے اس کو ہمارے پاس بیچ دیں ہم آپ کو سب سے زیادہ اس کی قیمت دے دیں گے۔ یہ سب سن کر ابا جان کہنے لگے کہ وہ زمین ہماری نہیں میرے والد صاحب نے یہ ایک ہندو کے ہاتھ بیچ دی تھی اب اس پر ہمارا کوئی حق نہیں۔ آئندہ ہم سے رابطہ نہ کریں ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

آپ کی جوانی کے دنوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت کا دور تھا۔ خدام الاحمدیہ کے قائد اور جماعتی عہدیدار کی حیثیت میں حضرت صاحب سے ملاقاتیں ہوتی رہتیں۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ حضور شفقت فرماتے ہیں اور مجھے کئی کئی گھنٹے ملاقات کا موقع ملتا ہے۔ حضور ان سے جماعتی معاملات پر گفتگو فرماتے تھے اور مشورہ لیتے تھے۔ ایک دن میں نے دریافت کیا کہ حضور سے ملاقات کا کوئی واقعہ بتائیں تو کہنے لگے یہ باپ بیٹے کی باتیں ہیں اور صیغہ راز میں رکھنی ہیں میں آپ کو نہیں بتا سکتا۔ اس طرح صیغہ راز کی باتوں کو آپ نے آخری سانس تک کسی کو یہاں تک کہ اپنے گھر والوں کو بھی نہ بتایا۔ کہتے تھے یہ جماعتی امانت میرے پاس ہے اور اس میں خیانت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ابا جان عام طور پر سادہ لباس زیب تن کرتے۔ یہ لباس سفید شلوار قمیص اور واسکٹ پر مشتمل ہوتا۔ عطر میں گلاب کا عطر لگاتے۔ 1953ء سے پہلے رومی ٹوپی پہنتے جب یہ ٹوپی ملنا بند ہوگئی تو پھر قراقلی جناح کیپ استعمال کرنی شروع کردی تھی۔ میں نے ان کو ننگے سر بازار میں جاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ ان کے کہنے کے مطابق داڑھی انہوں نے اس وقت رکھنا شروع کی جب داڑھی پر چند بال تھے یعنی ایام جوانی سے ہی داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ دکان پر عبدالرحمٰن نامی نائی ہر جمعرات کو آتا اور آپ اس سے داڑھی سنوارتے اور کٹواتے۔

آپ کی تحریروں میں ایک اعلیٰ لکھاری کی تمام خصوصیات تھیں۔ آپ کی لکھائی اس قدر صاف اور خوش خط ہوتی جیسے موتی پروئے ہوں اور اسی طرح گفتگو کے لئے بھی مناسب الفاظ استعمال کرتے۔

ایک دفعہ مجھے خط میں مندرجہ ذیل اقوال زریں سے نوازا۔

1- عمل علم کا محتاج ہے علم عمل کا حاجت مند۔
2- ہر کام کی ابتداء میں نیک نیت کرلینا اس کا حق ادا کرنا ہے۔
3- سب سے اچھی خیرات معاف کردینا ہے۔
4- سب سے بڑا بہادر بدلہ نہ لینے والا ہے۔
5- سب سے اعلیٰ شغل ذکر الٰہی اور استغفار ہے۔
6- تواضع سے درجہ بلند ہوتا ہے۔
7- تدبیر جیسی کوئی دانائی نہیں۔
8- عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔
9- خیرات سے مال میں کمی نہیں آتی۔
10- مرد کی خوبصورتی اس کی فصاحت ہے۔
11- سب سے اچھا نشہ خدمت خلق ہے۔

آپ کی ان جماعتی خدمات کا تذکرہ کرتا ہوں جو میری ہوش میں کی گئیں اور مجھے یاد ہیں۔

1952ء میں آپ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے ناظم مال تھے اور ساتھ ساتھ حلقہ نیلا گنبد کے بھی سیکرٹری مال تھے۔ آپ کی رہائش ہمارے آبائی مکان جو فلیمنگ روڈ پر واقع ہے میں رہی مگر آپ کا جماعتی حلقہ ہمیشہ نیلا گنبد رہا۔ یہاں پر آپ کا کاروبار تھا ان کے دوست بھی وہ تھے جو قائد کی مجلس عاملہ میں تھے اور مختلف شعبہ جات میں فعال کام کرتے تھے۔

خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کی تاریخ میں آپ کا نام ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ 1955-56ء سے لے کر 1957-58ء تک اور پھر 1960-61ء میں یعنی دو دفعہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور منتخب ہوئے ان دنوں لاہور کا ایک ہی قائد مجلس ہوا کرتا تھا بعد میں آپ قائد ضلع اور قائد علاقہ بھی مقرر ہوئے۔ مرکز کی طرف سے خدام الاحمدیہ کے دستور اساسی پر نظر ثانی کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی آپ اس کے رکن مقرر کئے گئے تھے۔ 1954ء میں لاہور میں آنے والے سیلاب کے دوران آپ کو نمایاں خدمت کی توفیق ملی اس موقع پر خدام الاحمدیہ لاہور کے کام کی تعریف کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان الفاظ میں آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ آپ نے فرمایا

''اس میں کوئی شک نہیں کہ لاہور کی نیم مردہ سی جماعت میں اس سال وہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ نے زندگی کی روح پھونک دی ہے اور اس کا سہرا زیادہ تر وہاں کے قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور اور ان کے چار پانچ رفقاء کے سر ہے جنہوں نے بڑی محنت سے کام کیا۔ گزشتہ سیلاب کے ایام میں نہ صرف یہ کہ غیر معمولی طور پر لاہور کی مجلس نے خدمت خلق کا کام کیا بلکہ اسے غیر معمولی طور پر پبلک میں روشناس بھی کرادیا''۔

(لاہور تاریخ احمدیت ص569 مؤلفہ شیخ عبدالقادر)

قائد صاحب موصوف کے چار پانچ رفقاء کار میں محترم محمد یحیٰ صاحب بھی شامل تھے۔

1956ء میں جب ابا جان لاہور میں مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد مجلس تھے اس وقت جماعت نے ان کے ذمہ خاص ڈیوٹی لگائی جسے آپ نے اپنے رفقاء کار کے ساتھ مل کر نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ حضرت مصلح موعود نے اظہار خوشنودی کرتے ہوئے آپ کو خط میں یہ تحریر فرمایا۔

''مبارک محمود صاحب مجھے مل گئے ہیں۔ ان کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدام الاحمدیہ لاہور نہایت اعلیٰ کام کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جب ہم بیماری اور بڑھاپے کا شکار ہوئے تو اس نے نوجوانوں کو ہمت بخش دی اور انہوں نے نہایت ضروری بوجھ اٹھا لیا۔ بہر حال میں خدام الاحمدیہ لاہور سے خوش ہوں۔ بہت خوش اتنا کہ آپ اس وقت اس کا اندازہ بھی نہیں کرسکتے''۔

(لاہور تاریخ احمدیت ص613 مؤلفہ شیخ عبدالقادر سابق سوداگرمل)

مجھے یاد ہے کہ ہمارے گھر میں خدام الاحمدیہ لاہور کی مجلس عاملہ کے اجلاسات ہوا کرتے تھے۔ ان دنوں اراکین مجلس عاملہ یا تو پیدل یا سائیکلوں پر تشریف لاتے۔ ابا جان نے میری ڈیوٹی لگائی ہوتی کہ ان کی سائیکلیں ترتیب سے گھر کے نچلے حصے میں رکھوں اور ان کو میٹنگ کی جگہ بتاؤں۔ اس طرح ان سب سے میری بھی شناسائی تھی۔ ان کے رفیقوں میں سے مکرم شیخ ریاض محمود حال کینیڈا نے خاکسار کو ایک دن بتایا میاں محمد یحیٰ صاحب ہر روز نیلا گنبد سے دارالذکر سائیکل پر تشریف لاتے اور شعبہ مال کے کام اپنے دفتر میں بیٹھ کر کرتے رہتے مغرب کے بعد گھر واپس چلے جاتے۔ انہوں نے ساری زندگی جماعت سے سٹیشنری وغیرہ یا آنے جانے کا کرایہ نہ لیا یہاں تک کہ جماعت کی چائے اور کھانا بھی نہ لیتے اگر چائے یا کھانے کی ضرورت ہوتی تو بازار سے منگواتے۔ شیخ ریاض محمود صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے کئی دفعہ ان کو چائے پیش کی جو دارالذکر میں دفتری عملہ کے لئے بنتی تھی مگر آپ نے ہمیشہ اس کو پینے سے انکار کیا۔ آخر شیخ صاحب نے اپنی جیب سے چائے کی آفر کی جو انہوں نے قبول کرلی وہ نہیں چاہتے تھے کہ جماعتی لوکل فنڈ ان کی ذات پر خرچ ہو۔ ان کے بچوں کے پاس گاڑیاں موجود تھیں مگر آپ صرف اور صرف سائیکل استعمال میں لاتے۔ سائیکل پر لاکھوں کا جماعتی چندہ تھیلا میں ڈال کر بنک لے جاتے۔ اگر رقم زیادہ ہوتی تو میرے چھوٹے بھائی میاں بشیر احمد صاحب جوان کے ساتھ دکان پر کام کرتے ہیں ان کو بنک تک گاڑی میں چھوڑ آتے۔ میں نے ان کو کئی دفعہ رقم سائیکل پر لے جانے سے روکا تو اس پر فرماتے ''یہ جماعتی چندہ ہے اس کو کچھ نہیں ہوگا''۔

آپ لاہور کی عید کمیٹی کے لمبے عرصے تک صدر رہے۔ آپ خود سیکیورٹی ڈیوٹی کے لئے دارالذکر کے دروازہ پر ہوتے تاکہ ڈیوٹی والوں کو احباب جماعت کو پہچاننے میں دقت نہ ہو۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر ان کی ڈیوٹی کھالیں جمع کرنے پر ہوتی تھی۔ عیدالاضحیہ کے تین دنوں میں ان سے گھر میں ملاقات نہ ہوتی۔ اگر ہمیں ملنا ہوتا تو دہلی دروازہ کی بیت الذکر میں جاتے۔ یہ ڈیوٹیاں انہوں نے بڑھاپے کی کمزوری کے باوجود احسن طریق پر نبھائیں۔ بیماری کے دوران بھی اصرار کرتے کہ جمعہ کے لئے انہیں دارالذکر لے جایا جائے جہاں مشکل سے کرسی پر بیٹھے رہتے۔

میری والدہ محترمہ فردوس بیگم صاحبہ ستمبر 1997ء میں وفات پاگئی تھیں اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ ان کی وفات کے بعد خاموش رہنے لگے۔ ان کی شریک حیات ان کے ساتھ 61 سال رہیں۔ ان کا بچھڑنا اور غم ان کو بے حد محسوس ہونے لگا۔ لیکن جماعتی کاموں میں ذرا بھر بھی کمی نہ آئی۔ ایک سال بعد ان پر فالج کا حملہ ہوا۔ قوت ارادی سے بیماری کا مقابلہ کرتے رہے اور سلسلہ کے کام بھی جاری رکھے۔ آہستہ آہستہ کمزوری بڑھنے لگی اور دکان پر جانا کم کردیا اور بستر پر پہنچ گئے۔ اس سے پہلے میں نے انہیں دن کے وقت بہت کم آرام کرتے دیکھا۔ علاج معالجہ میں کوئی کمی نہ ہوئی اس مہلک بیماری نے ان کی یادداشت پر حملہ کیا۔ پرانی باتیں تو یاد رہتیں مگر حال کی باتیں بھولنے لگے۔

بیماری کے دوران بستر پر لیٹے ہر وقت تسبیح کرتے رہتے اور ایم ٹی اے کے پروگرام سنتے اور دیکھتے۔ خاکسار نے ایم ٹی اے پر حضور خلیفۃ المسیح الرابع کے خطبہ کے دوران محسوس کیا کہ آپ نے اپنی ٹانگیں بڑی مشکل سے سمیٹی ہوئی ہیں۔ میں نے چاہا کہ آپ ٹانگیں سیدھی کرلیں کہنے لگے

باقی صفحہ 4 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم محمد طارق محمود صاحب مربی سلسلہ دارالعلوم شرقی مسرور ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے نواسے کامران ولید صدیقی واقف نو نے خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ مورخہ 13۔اپریل 2013ء کو بعد نماز عصر بچے کی تقریب آمین کے موقع پر مکرم قاری محمد عاشق صاحب استاد مدرسۃ الحفظ نے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور بعد میں دعا کروائی۔ بچے کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ محترمہ قدسیہ حق صاحبہ اور والد مکرم عبدالحق صدیقی صاحب کے حصہ میں آئی۔ عزیزم مکرم عبدالماجد صدیقی صاحب کا پوتا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قرآنی انوار و برکات کو حاصل کرنے والا سچا خادم دین بنائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم راشد احمد دھیڑوی صاحب انسپکٹر مال وقف جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی حمامہ راشد واقفہ نو نے اللہ کے فضل سے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ مورخہ 27 مارچ 2013ء کو خاکسار کے گھر واقع دارالیمن شرقی صادق ربوہ میں تقریب آمین کے موقع پر مکرم چوہدری محمد ادریس صاحب مربی سلسلہ نے حمامہ راشد سے قرآن کریم کے مختلف حصوں سے تلاوت سنی۔ اس کے بعد دعا کروائی گئی۔ عزیزہ مکرم شریف احمد دھیڑوی صاحب انسپکٹر مال وقف جدید ربوہ کی پوتی اور مکرم سیٹھ محمد اسلم سراء صاحب دوڑ ضلع نواب شاہ کی نواسی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو دینی، دنیاوی حسنات سے نوازے اور اپنے خاص فضلوں اور رحمت کے سایہ تلے رکھے۔ آمین

پتہ درکار ہے

مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم منور احمد صاحب سابقہ رہائشی 17/14 دارالعلوم غربی ثناء ربوہ وصیت نمبر 25831 کا سال 2007/08ء سے دفتر ہذا سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ براہ کرم موصوفہ خود یا ان کے کوئی عزیز، رشتہ دار یہ اعلان پڑھیں تو جلد دفتر وصیت سے رابطہ کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

ایک بہت بڑا اعزاز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع خطبہ جمعہ 22 مئی 1998ء میں سورۃ محمد آیت 39 کی تلاوت کے بعد فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ......سنو تم ہی وہ لوگ ہو جن کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے بلایا جا رہا ہے۔ یہ ایک بہت بڑے اعزاز کا فقرہ ہے۔ اگر آپ غور کریں تو دل اللہ تعالیٰ کی حمد میں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس حال میں ڈوب جائیں گے کہ ہمیں مخاطب کر کے خدا فرما رہا ہے کہ تمہیں چن لیا گیا ہے اور یہ صورت حال آج سوائے جماعت احمدیہ کے کسی پر صادق نہیں آتی ......ھؤلاء کے لفظ نے ایک مزید زور پیدا کر دیا۔ سنو! سنو! تم ہی تو وہ ہو جن کو اس بات کی طرف بلایا جا رہا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو......لیکن یاد رکھو کہ اگر بخل سے کام لو گے تو اپنے نفس کے خلاف بخل سے کام لے رہے ہو گے۔ تمہیں اس بخل کا کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ بلکہ الٹا نقصان ہے اور آنے والا وقت ثابت کر دے گا کہ خدا کی راہ میں ہاتھ روک کر خرچ کرنے کے نتیجے میں تمہیں روحانی نقصان جو پہنچنا تھا پہنچا مالی نقصان بھی بہت پہنچا ہے۔

(روزنامہ الفضل 3 اگست 1998ء)

احباب و خواتین سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ اپنے عطایا جات صدر انجمن احمدیہ (فضل عمر ہسپتال) کی مد امداد نادار مریضان میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

معلوماتی نشست

(مدرسۃ الظفر ربوہ)

مورخہ 21 جنوری 2013ء کی ایک خوشگوار دوپہر مجلس ارشاد مدرسۃ الظفر کے تحت اقامۃ الظفر کے خوبصورت اور سرسبز لان میں ایک معلوماتی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں فن لینڈ کے نیشنل صدر جماعت اور ان کی عاملہ کے چند افراد کو مدعو کیا گیا۔ نشست کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ اس کے بعد مکرم پرنسپل مدرسۃ الظفر نے معزز مہمانوں کا تعارف کرایا۔ ازاں بعد مکرم احمد فاروق قریشی صاحب صدر جماعت فن لینڈ نے حاضرین کو فن لینڈ کے بارہ میں مفید اور دلچسپ معلومات اور جماعتی ترقی کے بارے میں بتایا۔ اس معلوماتی نشست کے اختتام پر مکرم اقبال احمد عابد صاحب پرنسپل مدرسۃ الظفر وقف جدید نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے ساتھ اس معلوماتی نشست کا اختتام ہوا۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17۔اپریل 2013ء کو بیت الفضل لندن میں 10:30 بجے صبح درج ذیل احباب کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم ارشد محمود طارق صاحب

مکرم ارشد محمود طارق صاحب ابن مکرم نذیر حسین صاحب فیصل آباد حال یو کے مورخہ 18۔اپریل 2013ء کو 52 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ 2000ء میں یو کے آئے تھے۔ اپنی فیملی اور بچوں کو ہمیشہ جماعت کے ساتھ وفاداری اور پختہ تعلق قائم رکھنے کے لئے نصیحت کیا کرتے تھے۔ آپ کی اہلیہ اپنے حلقہ میں بطور سیکرٹری صحت جسمانی خدمت بجا لا رہی ہیں۔ مرحوم جماعت کے ساتھ اخلاص اور وفا کا تعلق رکھنے والے بڑے صالح اور نیک طبع انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرم مظہر حسین صابر صاحب

مکرم مظہر حسین صابر صاحب قادیان مورخہ 26 مارچ 2013ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک پر قادیان کی آبادی کے لئے زندگی وقف کر کے اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر 1949ء میں قادیان آگئے اور وہاں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مختلف دفاتر میں خدمت بجا لاتے رہے۔ مرحوم انتہائی منکسر المزاج، حلیم الطبع، ہر حال میں صبر و شکر کرنے والے نیک و باوفا انسان تھے۔ خلافت احمدیہ سے محبت و عقیدت رکھنے والے تھے اور اپنی اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ سات بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرمہ عشرت جہاں بیگم صاحبہ

مکرمہ عشرت جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سید منظور احمد صاحب مرحوم سابق نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ بنگلہ دیش مورخہ 21 مارچ 2013ء کو وفات پا گئیں۔ آپ کا تعلق بنگلہ دیش جماعت کے ابتدائی خاندان سے تھا۔ آپ کا خاندان بڑا مخلص احمدی گھرانہ ہے۔ آپ کے میاں کے دادا حضرت سید عبدالواحد صاحب تھے جو بنگلہ دیش کے سب سے پہلے امیر تھے۔ مرحومہ نے برہمن باڑیہ، چٹاگانگ اور ڈھاکہ کی جماعتوں میں قیام کے دوران بے لوث خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے دور صدارت میں بنگلہ دیش کی لجنہ اماء اللہ نے بہت ترقی کی۔ آپ کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی مگر آپ نے اپنے تین چھوٹے بھائیوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ آپ بہت نیک فطرت اور سعادت مند خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

مکرم چوہدری مبشر احمد باجوہ صاحب

مکرم چوہدری مبشر احمد باجوہ صاحب سابق امیر ضلع نارووال مورخہ 10۔اپریل 2013ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ آپ کو مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ سب سے پہلے وہ اپنی لوکل جماعت کھوکھر والی کے صدر جماعت مقرر ہوئے۔ پھر 10 سال کے لئے امیر جماعت ضلع نارووال رہے اور تاوقت وفات اسی عہدے پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نہایت مہمان نواز، خوش خلق، غریب پرور اور خلافت سے اخلاص و وفا کا گہرا تعلق رکھنے والے ایک فدائی انسان تھے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند اور چندوں میں باقاعدہ نیک اور مخلص انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر سے نوازے۔ آمین

گمشدہ جانور

دارالصدر غربی سے ناصر آباد کے درمیان ایرانی سفید بلیوں کا جوڑا رکشے سے کہیں گر گیا ہے۔ اگر کسی شخص کو ملے ہوں یا کچھ معلوم ہو تو درج ذیل نمبر پر اطلاع کر کے ممنون فرمائیں۔

فون نمبر: 03007972303

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

25/اپریل 2013ء

1:25 am	فقہی مسائل
3:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جولائی 2007ء
6:25 am	جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء
7:30 am	فقہی مسائل
9:55 am	لقاء مع العرب ریکارڈنگ 3/اپریل 1996ء
2:00 pm	ترجمۃ القرآن کلاس 12/اگست 1996ء
7:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 19/اپریل 2013ء
11:20 pm	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ

خبریں

خواتین کے لئے الگ ٹرین

جاپان میں ایک ایسی منفرد ٹرین متعارف کروائی گئی ہے جس میں مرد حضرات کا داخلہ منع ہے کیونکہ یہ ٹرین صرف اور صرف خواتین کے سفر کیلئے مختص کی گئی ہے۔ یہ اقدام مرد و خواتین سے بھری ٹرین میں مردوں کے ناشائستہ سلوک کے خلاف کی گئی شکایتوں کے بعد اٹھایا گیا ہے جس کے بعد اب خواتین ذہنی کوفت سے آزاد اس ریل میں سفر کرتی ہیں۔

(روزنامہ دنیا 17 جنوری 2013ء)

46 سال میں 4 لاکھ درخت لگا دیئے

راج شرما نامی 60 سالہ ہندوستانی خاتون گزشتہ 46 سال سے ریاست اتر پردیش کے شہر غازی آباد میں مختلف ماحولیاتی پراجیکٹس میں حصہ لے رہی ہیں وہ 40 پارکوں میں شجرکاری کی مہموں کے دوران تقریباً 4 لاکھ درخت لگا چکی ہیں راج شرما نے اپنے گھر کے احاطے میں بھی درخت لگا دیئے ہیں جو پرندوں، بندروں اور گلہریوں کی پناہ گاہ بنے ہوئے ہیں۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کے بچوں کو اس وقت ورثہ ملے گا جب وہ اپنی ماں کا دیرینہ خواب پورا کر کے دس لاکھ درخت لگادیں گے۔

(روزنامہ دنیا 17 جنوری 2013ء)

ایمسٹرڈیم۔ سائیکل سواری کیلئے بہترین

شہر ترقی کے حوالے سے یورپ دنیا بھر میں سرفہرست ہے جہاں کے باشندے دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی سے استفادہ کرتے ہیں تاہم اس کے باوجود نیدرلینڈ کے دارالحکومت ایمسٹرڈیم کو سائیکلوں کا شہر کہا جا سکتا ہے کیونکہ دنیا کے کسی بھی شہر کے مقابلے میں یہاں نہ صرف سب سے زیادہ سائیکلیں ہیں بلکہ یہاں سائیکل سواری کا ایک انوکھا کلچر دیکھنے کو مل سکتا ہے، ایک اندازے کے مطابق اس شہر میں تقریباً 8 لاکھ سائیکلیں ہیں اور یہ تعداد حیرت انگیز طور پر شہر کی آبادی سے زیادہ ہے، ایمسٹرڈیم میں تقریباً ساڑھے سات لاکھ باشندے آباد ہیں اور ایک سروے کے مطابق روزانہ 5 لاکھ کے قریب افراد سائیکلوں پر تقریباً 20 لاکھ کلومیٹر کا مجموعی سفر کرتے ہیں۔

(روزنامہ دنیا 17 جنوری 2013ء)

ٹیٹو اور ہیپاٹائٹس

طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ جسم پر ٹیٹو بنوانے سے ہیپاٹائٹس ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ نیویارک یونیورسٹی لینگون میڈیکل سنٹر کی تحقیق کے مطابق جسم پر مشینی آرٹ کے ذریعے ٹیٹو بنوانے سے ہیپاٹائٹس کے علاوہ جگر کا کینسر لاحق ہونے کا امکان 70 فیصد بڑھ جاتا ہے اس لئے ایسے مشغلوں سے اجتناب کرنا چاہئے امریکہ میں امراض کو کنٹرول کرنے والے ادارے کی رپورٹ کے مطابق 32 لاکھ امریکی بے احتیاطی کے باعث ہیپاٹائٹس اور دوسری مختلف بیماریوں کا شکار ہیں۔

(روزنامہ دنیا 27 جنوری 2013ء)

انٹارکٹیکا کے راز

ماہرین کے مطابق انٹارکٹیکا میں واقع نیم یخ بستہ جھیل دوستوک میں زندگی موجود ہے۔ روسی سائنسدان غیر ملکی ماہرین کے ساتھ مل کر اس جھیل پر تحقیقاتی کام کر رہے ہیں۔ چالیس سال کی محنت کے بعد جھیل پر موجود برف میں چار کلومیٹر گہرا سوراخ کیا گیا ہے لیکن پانی نکلتے ہی جم جاتا ہے۔ ماہرین کام کرنے کیلئے نئی حکمت عملی بنا رہے ہیں۔ جھیل دوستوک کے قریب قائم روسی تحقیقاتی سٹیشن کے مضافات کا درجہ حرارت منفی 58 ڈگری سنٹی گریڈ ہے۔ ماہرین رواں سال مئی میں سینٹ پیٹرز برگ کی لیبارٹریوں کے مطابق توقع ہے کہ چند سال بعد اس کے ثبوت منظر عام پر لائے جائیں گے۔

(روزنامہ دنیا 27 جنوری 2013ء)

خریداران الفضل وی پی وصول فرمائیں

دفتر روزنامہ الفضل کی طرف سے خریداری الفضل کا چندہ ختم ہونے پر بیرون ربوہ احباب کو وی پی پیکٹ بھجوایا جاتا ہے۔ اب جن خریداران الفضل کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کی خدمت میں بوجوہ خاکسار طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ دارالنصر غربی ربوہ کی طرف سے وی پی بھجوایا جا رہا ہے۔ مہربانی کر کے ادارہ کی طرف سے ارسال کردہ یہ پیکٹ وصول فرمائیں تاکہ رقم آپ کے کھاتہ میں درج کر کے اخبار الفضل جاری رکھا جا سکے۔ ادارہ کو منی آرڈر ارسال کرتے وقت بھی خیال رہے کہ منی آرڈر خاکسار کے نام ہو۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

ربوہ میں طلوع وغروب 25/اپریل

طلوع فجر	4:02
طلوع آفتاب	5:27
زوال آفتاب	12:07
غروب آفتاب	6:46

اکسیر موٹاپا
موٹاپا دور کرنے کیلئے مفید دوا
کورس 3 ڈبیاں
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد، طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
NASEEM JEWELLERS
23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS
پروپرائٹر: میاں وسیم احمد
فون دکان 6212837
Mob:03007700369
اقصیٰ روڈ ربوہ

الصادق اکیڈمی بوائز دارالصدر جنوبی
کلاس 6th تا 9th داخلہ جاری
الصادق اکیڈمی جماعتی اداروں کے شانہ بشانہ پچھلے 25 سال سے اہالیان ربوہ کی تعلیمی میدان میں خدمت میں پیش پیش
● پریپ تا کلاس فائیو گرلز سیکشن میں داخلے جاری ہیں
● فیصل آباد بورڈ سے الحاق شدہ
● چند اساتذہ کی آسامیاں خالی ہیں
پرنسپل الصادق بوائز نزد مریم ہسپتال ربوہ
0476214399:

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس
ورکشاپ کی سہولت۔ گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت
نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
عزیز اللہ سیال
047-6214971
0301-7967126

FR-10

سیل۔ سیل۔ سیل
دو لیڈیز جوتوں کے ساتھ
1 جوتا بالکل فری
سکول شوز صرف -/200 روپے میں
بچوں کا جوتا صرف -/200 روپے میں
محدود مدت کے لئے
کامران شوز ریلوے روڈ ربوہ

سیل۔ سیل۔ سیل
ربوہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ
ہر لیڈیز جوتے کے ساتھ
1 جوتا فری
مردانہ جوتا سیل (300) روپے
مس کولیکشن شوز
اقصیٰ روڈ ربوہ

BETA®
PIPES
042-5880151-5757238